سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

یہ مسلماں ہیں......؟

مغربی ممالک میں اسلام سے جنگ کرنے کا' یہود ونصاریٰ کو طبعی حق ہے کہ وہ ممالک ان کی ملکیت ہیں' وہاں ان کی حکومت اور اقتدار ہے' ان کی آل واولاد ہے جسے وہ اسلام کے ''مضر'' اثرات سے بچانے کے لیے میڈیا کو اسلام کے خلاف مورچہ بند کردیتے ہیں' وہ جمہوریت کو ہی اپنا دین وایمان' یقین کرتے ہیں' اس لیے وہ اسلام کے خلاف جس تعصب ،خیانت ، ہذیان اور شرارت کا اظہار کریں' یہ ان کا جمہوری حق ہے......مگر مسلم ممالک' خصوصاً پاکستان میں تو انہیں ''اسلام اور جمہوریت'' دونوں نظاموں کی رو سے اس جارحیت کا ہرگز حق نہیں پہنچتا لیکن پاکستان میں کیا ہو رہا ہے؟

یہود ونصاریٰ نے یہاں کے جمہوریت پسند اور جمہوریت نواز جاگیرداروں اور سرمایہ پرستوں کو یورپ کا ابلیسی کلچر دے کر' مراعات دے کر انہیں اپنے ہم وطن مسلمانوں میں ''اعلیٰ مسلمان'' قرار دیا' ان کے حق میں تعریفی مضامین لکھے' انہیں اپنا دوست کہا' اقتدار میں لانے کے لیے ان کی ہمہ قسم کی مدد کی' اپنے سفیروں اور قونصلوں کے ذریعے کفار و مشرکین والے گر انہیں سکھائے' ان کی ''ملتی جلتی'' اور ''جلتی بھنتی'' جماعتوں کو لبرل اور سیکولر ہونے کی تلقین کی' ان کے ذہن نشین بلکہ دل نشین کیا کہ اگر تمہاری زندگی میں دینی اعمال واخلاق کی روش قائم رہی تو تمہیں ''نمبر دو'' کر دیا جائے گا۔

......اور جب سے پاکستان بنا' ہم نے ایسا ہی ہوتے دیکھا' مثلاً سرظفر اللہ کو ''لبرل'' ہونے کی وجہ سے ایک ''اعلیٰ مسلمان'' قرار دیتے ہوئے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنا دیا گیا اور علامہ شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ کو نمبر دو قرار دے کر زہر دے دیا گیا۔ جب مولانا شبیر احمد عثمانی' سعی بسیار کے بعد کچھ ''ہم صفیروں'' کی کمیٹی بنا کر' قرارداد مقاصد کی منظوری کے لیے کوشاں تھے اور اس وقت کے دستور سازوں یا دستوری سازندوں کے سامنے کمیٹی کی طرف سے ایسی سفارشات پیش فرما رہے تھے جن کی رو سے پاکستان کے صدر کو لازم تھا کہ وہ مرد بھی ہو اور مسلمان بھی! اور یہ بھی کہ مجلس قانون ساز کے انتخاب میں اگر کوئی خاتون حصہ لے تو ضروری ہے کہ اس کی عمر ۵۰ سال ہو اور وہ باپردہ ہو! عین انہی ایام میں وزیر اعظم لیاقت علی خان نے پنجاب یونیورسٹی ہال میں (۲۴ ؍جنوری ۱۹۴۹ء کو) اپنے خطاب عالی میں فرمایا تھا!

''عورتوں پر' بالخصوص پڑھی لکھی اور پردے کی قید سے آزاد عورتوں پر ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے' انہیں پاکستان کو مضبوط اور مستحکم بنانے کی خاطر ہر قربانی کے لیے تیار رہنا چاہیے اور اپنی تعلیم اور آزادی سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایسی مثال قائم کرنا چاہیے کہ دنیا دیکھ لے کہ ایک چار دیواری میں مقید رہنے والی عورت اور اس عورت میں کیا فرق ہے جو اپنی تعلیم کی مدد سے اپنے ملک اور اپنی قوم کو مضبوط بنانے کی جدوجہد کرتی ہے۔''

اور دنیا دیکھ رہی تھی' بلکہ اوروں کو بھی دکھلا رہی تھی کہ......''ببیں تفاوتِ رَہ' از کجاست تا بہ کجا!''

پورے ملک میں یہ رویہ عام کردیا گیا کہ جسے کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ اعلیٰ مسلمان سمجھیں اور پسند کریں وہ ''معیاری'' مسلمان ہے جس کی مثال راجہ غضنفر علی سے بھٹو تک اور رعنا لیاقت علی سے لے کر بے نظیر تک ہمارے سامنے ہے' یہ سب مغرب کے پسندیدہ و معیاری مسلمان مرد اور معیاری مسلمان عورتیں ہیں' پھر ان معیاری لوگوں نے جو کہا' جو کیا وہ ''اسلام'' سمجھا گیا۔ عوام نے ان کے پراپیگنڈے کے ریلے میں بہہ کر انہی کی نقل کی ''عقل'' نہ کی......! کیونکہ طاقت کی پرستش انسانی جبلّت بھی ہے اور حیوانی خاصہ بھی!

آج کا مسلمان' رُشدی اور تسلیمہ نسرین کی شیطنت پر کیوں واویلا کرے؟ کیا موجودہ امریکہ کا پسندیدہ ''مسلمان'' اسی شیطنت کا اظہار عملی طور پر نہیں کر رہا' جس کا ارتکاب رُشدی و نسرین نے لکھ کر کیا ہے؟ بلکہ ان کا جرم' ان کی مغرب نوازاور مغربی زندگی اپنانے والے نام نہاد مسلمانوں سے کچھ کم ہی ہے' انہیں قتل کرنے سے پہلے اپنے ملک کی خبر لیجیے۔ اگر کلنٹن یا متراں نے یا سویڈن کی حکومت نے انہیں نوازا ہے تو گلہ کیوں؟ انہوں نے تو بے نظیر کو بھی نوازا ہے۔ یہاں کی فوج، پولیس، سیاستدانوں کو بھی نوازا ہے۔ تحسین و آفرین بھی کہی ہے' سرمایہ بھی دیا ہے' اقتدار پختہ کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے اور ہم میں سے کون نہیں جانتا کہ ہمارے تمام بڑے، پاکستانی نژاد ضرور ہیں لیکن کلچر، سولائزیشن، ایجوکیشن کے اعتبار سے یہ تمام کے تمام مغربی ہیں' انہیں مغرب کی زندگی نہایت پسند ہے، مرغوب ہے، محبوب ہے اور مغرب اپنے تئیں ہم سے نظریاتی، اعتقادی اور تہذیبی جنگ تو جیت ہی چکا ہے۔ اب شاید وہ ہم سے اسلحہ کی جنگ کبھی نہیں کرے گا' وہ میڈیا کے ذریعہ جنگ کر رہا ہے اور میدان مار چکا ہے۔ اقتصادی میدان بھی ان کے ہاتھ ہے' رہی سہی کسر یہ تھی کہ وہ مسلمان' جواب بھی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد اور اوراد ووظائف اور دینی تعلیم کو سینے سے لگائے ہوئے ہے' اس پر ہاتھ صاف کیا جائے۔

مدرسوں پر پابندی لگائی جائے......مدرسوں کے چندوں پر پابندی لگائی جائے......مدرسوں کے نصاب تعلیم پر تنقید باندازِ تضحیک و تذلیل کی جائے' مولوی کے وجود کو گالی بنا دیا جائے ......اور ایسی کالونیاں بسانے کا فیصلہ' جہاں مسجد و مدرسہ نہ ہو اور مولوی کا وجود مغرب کے معیاری مسلمان کو نظر نہ آئے۔

اب نتیجہ یہ ہے کہ دین کے متفقہ مسائل کو اخبارات میں بحث و تنقید کا موضوع بنا دیا گیا' ان مسائل میں مغربی افکار خبیثہ کو شامل کر کے عوام وخواص کو قائل کیا گیا کہ جو کچھ سمعی و بصری اور طباعتی میڈیا سے کہا جا رہا ہے' وہ صحیح ہے اور جو کچھ مسجد و مدرسہ سے کہا جا رہا ہے وہ ''ملاازم'' ہے' دین نہیں ہے' اللہ اور رسول ﷺ کا منشا نہیں ہے......لیکن ہمیں اس پر چنداں تعجب نہیں 'یہ جمہوریت کی ''اسلامائزیشن'' ایسے غیر فطری عمل کے فطری نتائج ہیں۔ ''مآل'' بھی اور ''وبال'' بھی! اور اقبال کہتے ہیں:

دیکھ لو گے سطوتِ رفتارِ دریا کا مآل
موجِ مضطر ہی اسے زنجیرِ پا ہوجائے گی

(۲۲ر جنوری ۱۹۹۵ء)